صوفیۂ ہند کا ایک نادر تذکرہ

''معارج الولایت''

پروفیسر خلیق احمد نظامی

ہندوستان کے صوفیہ اور مشائخ کے تذکروں کی جو روایت سید محمد کرمانی المعروف بہ میر خورد نے قائم کی تھی ، اس کو شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ کی محدّثانہ بصیرت اور رجال اور اسناد کے تحقیقی پیمانوں نے ایک واضح اور متعیّن شکل دیدی۔ ان کے بعد لعل بیگ ، محمد غوثی ، الہدیا چشتی ، بدر الدین سرہندی، علی اکبر اردستانی ، عبد الرحمٰن چشتی وغیرہ نے صوفیہ کے تذکرے مرتب کیے، گوکہ عقیدت مندی کہیں کہیں تحقیقی طلب کو شکست دیتی رہی، لیکن پھر بھی تلاش اور جستجو نے ان تذکروں کو تاریخ کا ایک اہم مآخذ بنادیا اور تاریخ کے بدلتے ہوئے نظریات کے پیش نظر، جس میں توجہ دربار سے زیادہ عوامی زندگی کی طرف ہے، ان کی افادیت اور مقبولیت میں اضافہ ہوگیا۔ شیخ معین الدین عبد اللہ الخویشگی کی ''معارج الولایت'' اس لٹریچر میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ اور اس مقالہ میں اسی کا تعارف کرانا مقصود ہے۔ یہ تذکرہ ہندوستان کے کم وبیش ۵۰۰ مشائخ کے تفصیلی حالات پر مشتمل ہے۔ اس کی تکمیل چہار شنبہ رجب ۱۰۹۴ھ (مطابق ۱۶۸۴ء) کو اورنگ آباد دکن میں ہوئی۔

ہندوستان کی تاریخ میں گیارھویں صدی ہجری اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ بیشتر صوفی تذکرے اسی زمانہ میں ترتیب دیئے گئے تھے۔ ۱۰۰۹ھ / ۱۶۰۰ء میں ''ثمرات القدس'' (لعل بیگ)، ۱۰۲۰ھ/۱۶۱۱ء میں ''گلزار ابرار'' (محمد غوثی)، ۱۰۳۳ھ/ ۱۶۲۳ء میں ''جواہر فریدی'' (علی اصغر چشتی)، ۱۰۳۶ھ/ ۱۶۲۶ء میں ''سیر الاقطاب'' (الہدیا چشتی)، ۱۰۳۷ھ/ ۱۶۲۷ء میں ''زبدۃ المقامات'' (محمد ہاشم بدخشی) ۱۰۴۳ھ/ ۱۶۳۲ء میں مجمع الاولیاء (علی اکبراردستانی)، ۱۰۴۷ھ/ ۱۶۳۷ء میں ''حضرت القدس'' (بدر الدین سمرقندی)، ۱۰۴۹ھ/ ۱۶۳۹ء میں داراشکوہ کی ''سفینۃ الاولیاء'' اور ''سکینۃ الاولیاء'' اور جہاں آرا کی ''مونس الارواح'' اور ۱۰۶۵ھ/ ۱۶۵۴ء میں مراۃ الاسرار'' (عبد الرحمٰن چشتی) مرتب کی گئیں ۔ بہ اعتبار تاریخ تدوین ''معارج الولایت'' سب سے موخر ہے لیکن افادیت اور استناد میں اس کا درجہ صرف ''اخبار الاخیار'' کے بعد ہے ۔کوئی دوسرا

تذکرہ ترتیب وافادیت میں اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔

گیارھویں صدی ہجری کو ہندوستان کی ثقافتی اورفکری تاریخ میں بعض اعتبار سے سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ اس دور میں مکتب فکر، نئی مذہبی تحریکیں اور نئے سماجی نظریات وجود میں آئے۔ روحانی سلاسل کی تنظیم اورفکر میں اہم تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ اور یہ فکری ہیجان اس قدر نمایاں ہوگیا کہ ایک فرانسیسی سیاح برنیر بھی اس کومحسوس کیے بغیر نہ رہ سکا۔ ان حالات میں مختلف خانوادے اپنی تاریخ اور روایات کے تحفظ کی طرف رجوع ہوئے اور نتیجہ میں تذکروں کی تدوین میں غیر معمولی دلچسپی کا اظہار ہوا۔

معین الدین عبد اللہ نے ''معارج الولایت'' کی تدوین کا کام مخدوم زادہ شیخ محمد بن شیخ اجمیری بدایونیؒ کی فرمائش پرشروع کیا تھا اورتقریباً تیس سال اس کی ترتیب وتالیف میں صرف کیے تھے۔ یہ مدت بہت طویل ضرور ہے لیکن اگر مآخذ کی تلاش میں مصنف کی جستجو پیش نظر ہوتو اندازہ ہوگا کہ قرون وسطیٰ کا کوئی دوسرا مصنف اس طرح اور اس وسیع پیمانے پر یہ کام انجام نہ دے سکا تھا۔

''معارج الولایت''دس اجزا پر (جن کو مصنف نے رکن کا نام دیا ہے) مشتمل ہے ۔ رکن اوّل میں چشتیہ سلسلہ کے پانچ خواجگان خواجہ اجمیریؒ، قطب صاحب، بابا فریدؒ، شیخ نظام الدین اولیاء، اور شیخ نصیرالدین چراغ دہلیؒ کا تفصیلی حال درج ہے۔ رکن دوم میں خواجہ اجمیریؒ کے خلفاء اور اولاد کا ذکر ہے، پھرتیسرے، چوتھے، پانچویں رکن میں علی الترتیب ان مشائخ کے خلفاء کا تذکرہ ہے۔ ساتویں رکن میں متفرق چشتی بزرگوں کے حالات جمع کیے گئے ہیں۔ آٹھویں رکن میں سلسلہ سہروردیہ کے مشائخ کا ذکر ہے۔نویں رکن میں متفرق مشائخ کے حالات درج ہیں۔آخری رکن میں مجاذیب اورصوفی خواتین کا تذکرہ ہے۔عورتوں کے تذکرے شامل کرنے کی ابتدا شیخ ابوعبد الرحمٰن السلمی کے زیر اثر ہوئی تھی ۔مولانا جامی نے ''نفحات الانس'' میں اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے ''اخبار الاخیار'' میں خواتین کا حال درج کرکے اس روایت کوتقویت پہنچائی اور غلام معین الدین عبد اللہ نے اسی کا اتباع کیا۔

غلام معین الدین عبد اللہ خویشگی المعروف بہ خلیفہ جی کا،قصور کے ایک معروف خانوادۂ علم وارشاد سے تعلق تھا۔ ان کا علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علم معرفت اور اصلاح باطن کی طرف بھی رجحان تھا۔ فارسی شعر اور ادب سے بھی دلچسپی تھی اور ''عبدیؔ''تخلص کرتے تھے ۔ ایک دیوان بھی اپنی

یادگار چھوڑا تھا۔ ولادت ۱۰۴۳ھ/ ۱۶۳۲ء کے لگ بھگ ہوئی تھی۔ کچھ عرصہ قصور میں درس وتدریس کا کام انجام دینے کے بعد دہلی، اورنگ آباد، گجرات وغیرہ کا رخ کیا اور ہر جگہ مشائخ کی صحبت میں پہنچے۔ احمد آباد میں شاہ سراج الدینؒ اور شیخ عبد الرحمٰن رفیعؒ سے خاص طور پر استفادہ کیا۔ شیخ عبدالرحمٰن رفیعؒ شیخ محی الدین ابن عربیؒ کی تصانیف کے ماہرین میں شمار ہوتے تھے۔ تیس سال تک شب و روز'' فتوحات مکیہ'' اور فصوص الحکم ان کے غور وفکر کا مرکز رہی تھیں۔ دوسرے اور مشائخ جن سے غلام معین الدین عبد اللہ کو فیض صحبت کا موقع ملا، شیخ پیر محمد لکھنویؒ ،مولانا خواجہ علیؒ ، شیخ محمد رشید جونپوریؒ ، اور شیخ عبد اللطیف برہانپوریؒ تھے۔ شیخ محمد رشید جونپوریؒ آخر عمر میں درس وتدریس کا سلسلہ ختم کرکے شیخ اکبرؒ کی تصانیف لے کر گوشہ نشین ہوگئے تھے۔ شیخ عبد اللطیفؒ نقشبندی سلسلہ کے شدید ناقدین میں تھے۔ ان سب صحبتوں نے عبدی کے افکار ورجحانات کا رخ متعین کیا۔

غلام معین الدین کو تصنیف وتالیف سے بڑی دلچسپی تھی ۔ انہوں نے بعض کتابیں درسی ضروریات کے پیش نظر لکھی تھیں، مثلاً گلستان کی شرح ''بہارستان'' بوستان کی شرح ''تحفہ دوستان'' اور شرح دیوان حافظ ''نزہۃ الارواح '' حسینی کی شرح '' راحۃ الاشباح'' اور لوائح جامی کی شرح ''روائح''۔ بعض کتابیں تصوف کے مسائل سے متعلق تھیں مثلاً ''تلقین المریدین'' فوائد العاشقین'' ''مقصود السالکین''،اور'' حصول الوصول'' وغیرہ ۔ ملک محمد جائسی کی اکھروٹ کی فارسی شرح بھی ''حروف عالیات'' کے نام سے انہوں نے لکھی تھی ۔ بہت سی تصانیف اب دستیاب نہیں ہیں۔ ''معارج الولایت'' وغیرہ میں ان کے نام ملتے ہیں۔ جو تصانیف موجود ہیں، ان سے انداز ہوتا ہے کہ عبدیؔ نے اس دور کے مذہبی رجحانات ، بالخصوص اختلافات عقائد ونظریات کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ وہ اخوند درویزہ (م ۱۰۴۸ھ) کے افکار، مہدوی فرقہ کے نظریات ، بھگتوں کے حالات سے پوری واقفیت رکھتے تھے۔

''معارج الولایت'' غلام معین الدین عبد اللہ کا تصنیفی شاہکار ہے۔ مصنف نے اس کی ترتیب اور تالیف میں قرون وسطیٰ کے مذہبی لٹریچر بالخصوص تصوّف سے متعلق تصانیف کو کھنگال ڈالا تھا۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے بعد غالباً کسی صوفی تذکرہ نگار نے اتنے متنوع مواد سے اس پیمانے پر استفادہ نہیں کیا۔ بعض کتابیں جو ان کو اس وقت دستیاب تھیں اب بالکل ناپید ہیں مثلاً انوار المجالس' (ملفوظات شیخ نظام الدین اولیاءؒ) مرتبہ خواجہ محمد بن مولانا بدر الدین اسحاقؒ 'یا'' تحفۃ الابرار

''وکرامۃ الاخیار'' (ملفوظات شیخ نظام الدین اولیاء) مرتبہ عزیز الدین صوفی یا ''خلاصۃ اللطائف'' مصنفہ مولانا علی جاندار، یا ضیاء الدین برنی کی ''صلوٰۃ کبیر'' اور ''عنایت نامہ الٰہی'' وغیرہ۔

غلام معین الدین عبد اللہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ کتابوں کے طویل اقتباسات اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت میں پیش کرتے ہیں۔ اس طرح بعض نایاب کتابوں اور دستاویزات کو انہوں نے محفوظ کردیا ہے۔ حضرت مجدد صاحب کے نظریات کے خلاف بعض علماء نے جو فتویٰ دیا تھا، اس کو غلام معین الدین عبد اللہ نے مکمل طور پر علماء کے نام کے ساتھ نقل کردیا ہے۔

غلام معین الدین عبد اللہ مسلک کے اعتبار سے چشتی تھے اور وحدت الوجود پر ایمان رکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں ان کا تعصب مجدد صاحبؒ کے مخالفین کی ہمنوائی سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ شاہ محبّ اللہ الہ آبادیؒ کے مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ اورنگ زیب نے نقشبندی اثرات کے تحت شیخ کے رسالہ تسویہ کو جلانے کا حکم دیا تھا۔ عبدیؔ نے نہ صرف اپنے سلسلہ کے افکار کی مدافعت کو ضروری سمجھا، بلکہ نقشبندی سلسلہ کے مخالفین، بالخصوص سید محمد برزنجی کے خاندان سے، نقشبندیوں کی مخالفت میں لٹریچر جمع کیا۔ اورنگ آباد اس زمانہ میں نقشبندی مشائخ کے زیر اثر تھا اور شاہ کلیم اللہ دہلویؒ نے اپنے مرید اور خلیفہ شاہ نظام الدین اورنگ آبادیؒ کو چشتیہ سلسلہ کی بعض روایات کو ملتوی کردینے کی ہدایت کی تھی۔ غالباً اورنگ آباد کے اس ماحول نے عبدیؔ میں ایک ردِّعمل کی کیفیت پیدا کردی، جو شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کے تذکرہ میں کافی نمایاں ہے۔

قطع نظر اس فکری عصبیت کے، غلام معین الدین عبد اللہ نے جن بزرگوں کا بھی حال لکھا ہے، تحقیق و دیانت کا دامن نہیں چھوڑا۔ سید محمد مہدی جونپوریؒ کے متعلق مہدی موعود ہونے کے دعوے کو بہتان بتاتے ہیں اور اس سلسلہ میں ان کے افکار کی سمت وہی ہے جو تذکرہ میں مولانا ابو الکلام آزاد کی ہے۔ ملک محمد جائسی کی کتابوں سے طویل اقتباسات دیئے ہیں اور لکھا ہے کہ وہ ''سید محمد مہدی کو مہدیٔ ہادی مانتے تھے، نہ کہ مہدی موعود۔'' اکبر نے ان کو دربار میں بلایا تھا۔ انہوں نے طویل عمر پائی تھی۔ لکھا ہے کہ پستہ قد اور حقیر حبثہ تھے۔ کبیر کے حال میں لکھتے ہیں کہ وہ شیخ تقی کے مرید تھے۔ ان کے کلام کا مطالعہ غلام معین الدین نے کیا تھا اور یہ رائے قائم کی تھی۔

''اگر بہ انصاف درکلام او بینی جواہر ولآئی حقائق واسرار بیابی کی مثل آں درکلام دیگرے کمتر تواں یافت۔''

جہاں تک مشائخ متقدمین کا تعلق ہے ان کا دست طلب وتحقیق ہر اہم ملفوظ، مکتوب اور دیوان تک پہنچا ہے۔''معارج الولایت'' کے مندرجہ ذیل نسخوں کی نشاندہی محمد اقبال مجددی نے اپنی فاضلانہ تالیف ''احوال وآثار عبداللہ خویشگی قصوری'' میں کی ہے:

(۱) نسخہ مکتوبہ ۱۱۱۱ھ مملوکہ مولوی غلام رسول

(۲) نسخہ مکتوبہ ۱۱۱۱ھ ذخیرہ پروفیسر سراج الدین آذر

(۳) نسخہ ذخیرہ حافظ محمود شیرانی (ناقص)

(۴) چند اجزا ملکیت کرنل خواجہ عبد الرشید

اسٹوری نے PERSAN LITERATURE (P.1011) میں اس کتاب کے مخطوطات سے لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔

راقم الحروف کے ذخیرہ کتب میں ''معارج الولایت'' کا ایک نہایت خوشخط نسخہ ہے، جو دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور غالباً مکمل ترین نسخہ ہے ۔ پہلی جلد ۸۳۵ صفحات پر، دوسری جلد ۸۴۳ صفحات پر مشتمل ہے۔کل ۱۶۷۳ صفحات ہیں۔ سائز بڑا ہے ۔ ہر صفحہ پر ۱۷ سطریں ہیں ۔ کتابت ۱۲۸۸ھ/ ۱۸۷۱ء میں نذر محمد نے کی تھی۔

یہ نسخہ دیوان اللہ جوایا صاحب، سجادہ نشین درگاہ بابا فریدؒ، کی نگرانی میں راقم الحروف کے جدامجد منشی ارشاد علی صاحب نے تیار کرایا تھا۔ ۱۹۷۲ء میں میرے دادا مولوی فرید احمد صاحب نظامی نے اپنے برادر نسبتی سید رشید احمد صاحب رضوی مصنف ''اعلان سیادت فریدی'' کے ذریعہ اس کی طباعت کا انتظام کرانا چاہا تھا اور ایک اعلان ''اشتہار خزانہ معرفت'' کے عنوان سے جاری کیا تھا۔ ان کا ارادہ اس کا اردو ترجمہ شائع کرنے کا تھا۔ کتاب کی ضخامت کے پیش نظر ۱۰ جلدوں میں دس رکن شائع کرنا تجویز ہوا تھا، لیکن یہ پروگرام شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا اور ''معارج الولایت'' آج تک اشاعت کا منتظر ہے۔

☆☆☆